OPEN ACCESS
Al-SHARQ
ISSN (Online): 2710-2475
ISSN (Print): 2710-3692
www.alsharqjr.com

Al-SHARQ
Vol: 04, Isue:01, Jan-June 2023, pp:40-61

”تفہیم القرآن“ اور ”جمال القرآن“ کا باہمی لسانی جائزہ

A Comparative Linguistic Analysis of 'Tafheem al-Quran' and 'Jamal al-Quran'"

Muhammad Bilal Bakht
Ph.D. Scholar, Urdu Department, Allama Iqbal Open University, Islamabad
*Email :*bilalbakht1947@gmail.com

Submission: 15-04-2023	*Accepted: 15-05-2023*	*Published:25-06-2023*

Abstract

The Holy Qur'an has been translated into Urdu for better understanding of the final divine message of Allah almighty.Urdu is a major language in the subcontinent, and there are several translations of the Holy Qur'an in Urdu. The purpose of this article is to trace how the Quranic translations proved to be helpful in the development of Urdu. For this purpose, two prominent scholars, Molana Abul Ala Maududi and Justice Pir Karam Shah Alazhari, did a marvelous job in the field of Quran translations. The study traces the linguistic importance of their Urdu translation of the Qur'an. This effort shows how they kept the linguistic aspects in mind and has led to great growth in Urdu linguistics.

Key Words: *Translation, linguistic importance, growth in urdu.*

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بیش بہا نعمتوں سے نوازا ہے۔ان میں ایک زبان بھی ہے،ابتدائے آفرینش ہی سے انسان کو قوت گویائی یعنی بولنے کی صلاحیت ودیعت ہوئی ۔ حضرت محمد ﷺ پر جب پہلی وحی نازل ہوئی تو اس کے الفاظ بھی یہی تھے کہ (ترجمہ) : پڑھ اپنے رب کے نام سے جس نے تجھے پیدا کیا[1]۔غالباً انسان کو حیوان ناطق ہونے کی بناپر ہی اشرف المخلوقات ہونے کا مرتبہ حاصل ہوا۔ زبان ہی کے سبب وہ اپنے احساسات وجذبات، تصورات و خیالات اور مافی الضمیر کے ابلاغ پر قادر ہے۔ تحریر کے ذریعے خیالات کی ترسیل کا رواج بہت بعد میں ہوا۔ تاہم لسان یا ”لسانیات“ کی اصطلاح کی کوئی جامع تعریف پیش کرنے کے بجائے مختلف صاحبان علم و فکر کے افکار و خیالات کی روشنی میں زبان کی گوناگوں صفات کا تعین ضرور کیا جاسکتا ہے۔

لغت کے اعتبار سے لسانیات عربی زبان کے لفظ ”لسان“ سے مشتق ہے جس کے معنی گوشت کا وہ ٹکڑا ہے جو دانتوں

CC BY

کے درمیان رہتا ہے زبان (منھ میں) گوشت کا ایک متحرک ٹکڑا جو بولنے نگلنے اور ذائقہ چکھنے کا کام دیتا ہے۔ یعنی زبان۔ لسانیات: یعنی ''زبان کا علم'' میں زبان کی اصلیت، ماہئیت، اس کے دائرہ کار اور دیگر لسانی مسائل زیر بحث ہوتے ہیں۔ فارسی میں لسانیات کو ''زبان شناسی'' انگریزی میں فلالوجی (Philology) اور ہندی میں ''بولی گیان'' کا نام دیا جاتا ہے۔ لسانیات کو بحیثیت علم زبان جانچنے کے لیے چند تعریفات ملاحظہ ہوں۔

مولانا محمد حسین آزاد اپنی کتاب ''سخن دان فارس'' میں زبان کی صوتی اور نطقی خصوصیات بارے کہتے ہیں:

> ''زبان وہ اظہار کا وسیلہ ہے کہ متواتر آوازوں کے سلسلے میں ظاہر ہوتا ہے جنہیں تقریر یا سلسلہ الفاظ یا بیان یا عبارت کہتے ہیں۔ اسی مضمون کو ایک شاعرانہ لطیفے میں ادا کرتا ہوں کہ زبان ہوائی سواریاں ہیں جن میں ہمارے خیالات سوار ہو کر دل سے نکلتے ہیں اور کانوں کے رستے اوروں کے دماغوں میں پہنچتے ہیں۔''[2]

پنڈت برج موہن دتاتیریہ کیفی کے مطابق زبان اظہار خیال کا وسیلہ ہے:

> ''زبان تخیل اور خیال کو ظاہر کرنے یا مطلب ادا کرنے کا ذریعہ ہے... ہمارا مقصد ناطقہ کے ذریعے اظہار خیال سے ہے جس کا تعلق آواز سے ہے۔''[3]

محمد حسین ہادی کے خیال میں زبان علامتوں کا ایک نظام ہے جو انسانوں کے درمیان ابلاغ کا ذریعہ ہوتا ہے یا بن سکتا ہے۔ ان کے خیال میں:

> ''زبان ایک آئینہ ہے جس میں تخیل کی روشنی میں آب وتاب کے ساتھ پر تو فگن ہوتی ہے۔''[4]

یہ حقیقت عیاں ہے کہ زبان کا علم ایک سائنسی علم ہے اس سے مراد یہ کہ زبان کا مطالعہ روایتی انداز فکر سے ہٹ کر خالص منطقی دلائل کے ساتھ مکمل، منظّم، جامع اور واضح انداز میں کیا جائے۔ زبان کی سائنسی حیثیت کے حوالے سے مغرب میں انیسویں صدی کے اوائل ہی سے ''لسانیات'' کی جانب توجہ دی جانے لگی۔ لسانیات کے منصب، مقصد، وسعت، حدود اور مطالعہ کے طریق کار کے تعین کے لیے زبان کی ماہئیت اور حقیقت پر غور و فکر ہونے لگا، چنانچہ زبان کی تعریف کی طرف خاطر خواہ توجہ دی گئی۔

مثلاً آرچی بالڈ اے ہل (Archi Bald a Hill) کی پیش کردہ تعریف زبان کی مجموعی صفات کا احاطہ کرتی ہے وہ کہتا ہے:

> ''زبان انسانی عمل کی ابتدائی لیکن خاصی مکمل صورت ہے۔ اس کی علامتیں اعضائے نطق سے ادا ہونے والی آوازوں سے تشکیل پا کر پیچیدہ لیکن متوازن ساخت کو جنم دیتی ہیں۔''[5]

زبان میں لفظوں، جملوں، محاوروں اور ان کی ساخت کا مطالعہ ''نحوی'' علم کہلاتا ہے۔ جن کا براہِ راست تعلق کسی زبان کے متن اور معنی سے ہوتا ہے کسی زبان کے فقروں کے صحیح معنی کا ادراک کرنا اور فقروں یا جملوں میں فرق کو محسوس کرنا فن ترجمہ نگاری میں حد درجہ اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ جملوں میں لفظیات کا استعمال اور لفظوں کی ترتیب سے کئی طرح کے مفہوم واضح ہوتے ہیں، جو بظاہر تو کچھ فرق نہیں رکھتے لیکن اس کے باوجود جملے اپنی ساخت کے لحاظ سے درست ہوتے ہیں یوں کہا جائے کہ کسی

زبان کے متن میں ان کے استعمال سے معنی ہی بدل جاتے ہیں۔اسی بنا پر جملوں کے معنی جاننا از حد ضروری ہوتا ہے۔ جمیل نقوی لکھتے ہیں:

> زبان کی لفظیات ترجمہ بنیادی طور پر لسانی فن ہے اس کی ابتداء بھی لسان سے ہوتی ہے زبان کے ساتھ ساتھ اس کی وسعت میں میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اور زبان کے ساتھ ہی اپنا اختتامیہ بھی کرتی ہے ترجمے میں زبان کا ہدف زبان ہی ہوتا ہے"۔[6]

ترجمے میں زبان اپنے تمام تر لوازمات کے ساتھ پوری شد و مد کے ساتھ نمودار ہوتی ہے۔

قرآن پاک کے تراجم (ایک پس منظر)

اللہ تعالی نے راہِ ہدایت کے حصول کے لیے قرآن مجید کو نازل فرمایا، یہ کتاب رہتی دنیا تک تمام انسانوں کے لیے ہدایت کا سامان رکھتی ہے جس میں ظاہری اور باطنی دونوں ہدایات شامل ہیں اس کے بغیر ساری ہدایت اور راہنمائی بے معنی اور بے محل ہے۔ پہلی صدی ہجری کا دور صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کا دور تھا جو قرآن کریم کے ساتھ ساتھ سنت نبوی پر عمل پیرا تھا اور ان عملی نمونوں کی موجودگی میں قرآن کو سمجھنا عجمی لوگوں کے لیے زیادہ دشوار نہ تھا۔ لیکن وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ عملی قرآن کے نمونے کم ہونا شروع ہوگئے ایسی حالت میں عجم سمیت عرب کے باسیوں نے بھی آیات کی منشائے الٰہی کو سمجھنے کی خاطر قرآن کریم کی طرف یعنی اصل نمونے کی جانب رجوع کرنا شروع کردیا۔ اس سارے عمل میں نہ صرف دینی معاملات کی تفہیم ہوئی بلکہ زبان کی ہیت میں بھی خاطر خواہ تبدیلی رونما ہوئی۔ یہ کہنا بالکل درست ہوگا کہ قرآن منبع فصاحت و بلاغت ہے جس نے تمام زبانوں کو کسی نہ کسی سطح پر متاثر کیا اسی سلسلے میں متاثر ہونے والی زبانوں میں سے ایک زبان اردو بھی ہے جس کے ظاہری خدوخال اور الفاظ کے ذخیرے میں قرآنی زبان کی جھلک نظر آتی ہے۔ نصیر احمد خاں اپنی کتاب "اردو لسانیات" میں لکھتے ہیں:

> " عربی کے مطالعے کو مادری و غیر مادری زبانوں کے روپ میں اس لیے ترقی ملی کہ عرب اور غیر عرب مسلمان صحیح طور پر قرآن پڑھ سکیں۔ جب قرآن کے مختلف زبانوں میں ترجمے ہوئے تو ادبی تفسیر اور لغت نویسی کو فروغ ملا۔اس کے متعلق بعض نئی چیزیں سامنے آئیں۔ عربی کے تاریخی جائزے نے تاریخی لسانیات کے تصور کو پیش کیا۔ غرض مذہبی نقطہ نظر سے زبان کے مطالعے نے زبان کے علم کو کافی صحت مند چیزیں بہم پہنچائیں۔"[7]

تاریخی اعتبار سے برصغیر میں پہلا ترجمہ قرآن ہندی سنسکرت سندھی زبان میں ۸۸۳ھ میں سامنے آیا۔الور کے راجہ کی فرمایش پر لکھا گیا یہ ترجمہ جو باضابطہ طور پر اردو زبان میں نہیں ہے سندھ کے مسلم گورنر عبداللہ بن عمر الھباری سے، ریاست الور (جس کی سرحدیں کشمیر سے لے کر پنجاب اور راجستھان تک تھیں) کے راجہ مہروک رائے نے دین اسلام میں دلچسپی ظاہر کرتے ہوئے کسی عالم دین کو اس کے پاس بھیجنے کا کہا۔ چنانچہ ایک عالم دین کو اس کے پاس بھیجا گیا۔ وہ عالم اس کے پاس تین سال مقیم رہا اور راجہ کی فرمائش پر اس کے لیے سورۃ یسین تک قرآن مجید کا ترجمہ مقامی زبان میں کیا۔اس کا ذکر چوتھی صدی کے مشہور سیاح بزرگ ابن شہریار نے اپنے سفر نامے میں کیا ہے راجہ نے اگرچہ اسلام قبول کر لیا تھا مگر ملکی مصالح کے تحت اس کا اظہار نہ

کر سکا البتہ اس نے بہت سا سونا اپنے استاد کی نذر کیا۔

قدیم دکنی اردو میں عبد الصمد بن عبد الوہاب کا ترجمہ و تفسیر، تفسیر وہابی کے نام سے ۱۰۸۷ھ میں منظر عام پر آیا۔[1] تفسیر مرادیہ کے نام سے شمالی ہند میں پہلا باقاعدہ اردو ترجمہ ۱۷۷۱ء میں مکمل ہوا۔ قران مجید کے مکمل ترجمے کی طرف پہلی کاوش شاہ رفیع الدین دوسری شاہ عبد القادر کی ہے۔ یہ سعادت شاہ ولی اللہ کے خاندان کے ان دونوں قابل اصحاب کے حصے میں آئی۔ یوں پہلا لفظی ترجمہ شاہ رفیع الدین دہلوی نے ۱۷۷۶ء میں کیا، دوسرا ترجمہ کرنے کا شرف شاہ عبد القادر (۱۱۶۷ھ-۱۲۳۰ھ) کو حاصل ہوا۔ شاہ عبد القادر، شاہ ولی اللہ کے تیسرے صاحب زادے تھے جنھوں نے اپنے والد سے ابتدائی تعلیم حاصل کی اور علم حدیث و فقہ میں بڑا نام پیدا کیا۔ ان کا با محاورہ ترجمہ قرآن ۱۷۹۰ء میں مکمل ہوا جسے اردو لغت کا خزانہ اور لسانی ارتقا کا اہم ترین کارنامہ قرار دیا گیا۔

عوام میں مقبولیت کے اعتبار سے اس ترجمہ قرآن کو قبول عام کا مرتبہ حاصل ہوا۔ شاہ مراد سنبھلی انصاری کا ترجمہ تفسیر مرادیہ (خدائی نعمت) کے نام سے ۱۷۷۰ء منظر عام پر آیا، حکیم محمد شریف خان دہلوی (۱۱۳۷ھ-۱۲۳۱ھ) تصنیف و تالیف سے وابستہ تھے۔ طب پر ان کی کتابیں اہمیت کی حامل ہیں مگر ان کا بڑا کارنامہ ترجمہ و تفسیر القرآن ہے۔ ان کا ترجمہ زیور طبع سے آراستہ نہ ہو سکا۔ اس ترجمے کو اٹھارہویں صدی کے ترجموں میں اہم ترجمہ قرار دیا جاتا ہے۔ اردو زبان میں قرآن مجید کے تراجم و تفسیر کا سلسلہ سولہویں صدی عیسوی کی آخری دہائی/دسویں صدی ہجری سے شروع ہوا لیکن یہ سلسلہ چند پاروں یا چند سورتوں سے آگے نہ بڑھ سکا۔ شمالی ہند میں پہلی باقاعدہ اور معیاری اردو تفسیر نگاری کی ابتداء بارہویں صدی ہجری کے آواخر سے ہوئی۔ شمالی ہند کی پہلی مقبول عام تفسیر شاہ مراد اللہ انصاری سنبھلی (م ۱۱۸۵ھ/۱۷۷۰ء) کی تفسیر "خدائی نعمت" معروف بہ "تفسیر مرادیہ" ۱۷۷۰ء کو اختتام پذیر ہوئی۔ یہ تفسیر متعدد بار طبع ہوئی جس سے اس کی مقبولیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ یہ صرف پارہ عمّ کی تفسیر ہے اور تقریباً تین سو صفحات پر مشتمل ہے۔

نگران ہندی شعبہ ڈاکٹر جان گل کرسٹ (۱۷۵۹ء-۱۸۴۱ء) کے زیر اہتمام پانچ علما پر مشتمل ایک جماعت نے دو سال کی کوشش کے بعد ۱۸۰۴ء میں ترجمہ مکمل کیا، ان اصحاب میں مولوی امانت علی شیدا، میر بہادر علی، مولوی فضل علی، حافظ غوث علی اور کاظم علی جوان کے اسمائے گرامی شمار کیے جاتے ہیں۔ ابتدائی چھ پاروں کا ترجمہ مولوی امانت علی اور میر بہادر علی نے کیا۔ چھ سے اکیس پاروں تک مولوی فضل اللہ کے ساتھ حافظ غوث شریک ہوئے۔ جبکہ بائیس سے آخری پارہ تک صرف مولوی فضل اللہ نے ترجمہ کیا جبکہ کاظم علی شروع سے آخر تک زبان کی اصلاح اور محاورے کی درستی کے لیے شامل رہے۔

ڈاکٹر امام الدین امر تسری کا ترجمہ ۱۸۹۴ء میں کریسچن مشن پریس الہ آباد سے شائع ہوا، اس ترجمے کا مقصد اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ تھا۔ انیسویں صدی میں عوام الناس میں مقبولیت حاصل کرنے والے تراجم میں چیدہ چیدہ تراجم درج ذیل ہیں۔

شاہ روف احمد رافت کی ترجمہ و تفسیر، تفسیر روفی ایک مکمل تفسیر ہے، نواب قطب الدین خاں بہادر دہلوی (م ۱۲۸۹ھ/۱۸۷۲ء) نے جامع التفسیر لکھی جو کہ کانپور کے نظامی پریس میں ۱۲۸۳ھ/۱۸۶۶ء میں طبع ہوئی۔ یہ شاہ محمد اسحاق نواسہ، شاہ عبد العزیز محدث دہلوی کے شاگرد ہیں۔ اس کا اردو کا ترجمہ مشکاۃ المصابیح "مظاہر حق" کے نام سے شائع شدہ ہے اور معروف ہے۔ قاضی محمد صبغتہ اللہ بدر الدولہ نے ۱۸۶۰ء میں تفسیر فیض الکریم کا آغاز کیا جو ان کے بیٹے مفتی محمد سعید اور

مفتی محمود نے مکمل کرنے کی کوشش کی مگر زندگی نے ساتھ نہ دیا۔آخر کاران کے پوتے ناصرالدین نے اسے مکمل کیا۔سر سید احمد خان کا ترجمہ و تفسیر ۱۸۷۹ء سے ۱۸۹۱ء تک کئی مرتبہ طبع ہوئی۔چھ جلدوں پر مشتمل یہ تفسیر نامکمل ہے۔مولانا شاہ فخر الدین قادری فرنگی محلّی کا ترجمہ و تفسیر قادری۱۸۷۹ء ،میں دو جلدوں پر مشتمل ترجمہ و تفسیر، تفسیر قادری کے نام سے منظر عام پر آیا۔ مولوی نذیر احمد دہلوی کا غرائب القرآن پہلی بار ۱۳۱۳ھ مطابق ۱۸۹۵ء میں طبع ہوئی۔ڈپٹی نذیر احمد پہلے مترجم ہیں جنھوں نے قرآنی متن کی ترتیب کا لحاظ ترجمہ میں نہیں کیا۔بقول ڈاکٹر صالحہ شرف الدین،ڈپٹی نذیر احمد کے ترجمے میں نہ ہی الحاد ہے،نہ عقائد کا کوئی سقم۔ فقط یہ کہ ترتیب سے آزاد رہ کر ترجمہ کیا ہے۔اس ترجمے میں اس بات کا اہتمام کیا گیا ہے کہ زبان کی سلاست اور فصاحت کے ساتھ ساتھ عربی کی شان و شوکت کو مد نظر رکھا گیا ہے مولانا عبدالحق حقانی کا تفسیر فتح المنان فی تفسیر القرآن (تفسیر حقانی) ترجمہ و تفسیر آٹھ جلدوں پر مشتمل اردو زبان میں ہے اس کی پہلی جلد ۱۸۸۷ء اور آخری جلد ۱۹۰۰ء میں شائع ہوئی۔ثناء اللہ امر تسری ترجمہ و تفسیر ثنائی تفسیر قرآن کے حوالے سے بلند مقام رکھتے تھے۔مولانا سید امیر علی ملیح آبادی،نے قرآن مجید کا ترجمہ کیا ۔مولانا عاشق الٰہی میرٹھی،انھیں ۱۹سال کی عمر میں کم عمر مترجم اور مفسر ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔ان کا ترجمہ قرآن ۱۹۰۲ میں چھپا جس کے متعدد ایڈیشن شائع ہوئے۔ان کا ترجمہ صاف اور سلیس اردو میں ہے۔مولانا فتح محمد جالندھری کی سب سے اہم خدمت ان کا ترجمہ قرآن ہے۔ مولانا کا ترجمہ قرآن پہلے پہل ۱۹۰۰ء میں امر تسر سے 'فتح الحمید' کے نام سے شائع ہوا۔یہ سہل سلیس اور بامحاورہ ترجمہ ہے۔عبداللہ ہوگلی (۱۸۶۹ء) کا ٹائپ شدہ ترجمہ قرآن ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد دکن میں موجود ہے یہ ترجمہ آٹھ سو پچاس صفحات پر مشتمل ہے۔عبداللہ چکڑالوی کا ترجمہ ۱۹۰۷میں شائع ہوا ان کے ہاں انکار حدیث کا رجحان ملتا ہے مولانا ابوالکلام آزاد کی ترجمان القرآن کا ترجمہ اور تفسیر ہے جو خوبصورت ادبی زبان پر مشتمل ہے۔معارف القرآن مولانا مفتی محمد شفیع کی ترجمہ اور تفسیر آٹھ جلدوں میں ہے۔مولانا نے متن قرآن کا ترجمہ مولانا محمود الحسن سے اخذ کیا ہے جو دراصل شاہ عبدالقادر کا ترجمہ ہے۔

مولانا ابو الاعلی مودودی نے تفہیم القرآن کے نام سے ۱۹۷۹ء تفسیر تقریباً بتیس سال کے عرصہ میں مکمل ہوئی۔ ۱۹۴۳ء سے مجلّہ ترجمان القرآن میں چھپنا شروع ہوئی۔ ۱۹۷۲ء میں پایہ تکمیل تک پہنچی۔مولانا نے قرآن مجید کے متن کا لفظی ترجمہ نہیں کیا۔ بلکہ قرآنی آیت یا آیات کا جو مفہوم تھا اس کو نہایت خوبصورت الفاظ میں بیان کیا ہے۔

ضیاء القرآن کے مصنف پیر محمد کرم شاہ الازہری کی تفسیر ضیاء القرآن اردو زبان میں ہے۔جو ۱۹۹۸ء میں چھپی۔اس میں متن قرآن کا ترجمہ بامحاورہ اور سلیس زبان میں کیا گیا ہے۔تمام قرآن کو ربط سور اور آیات میں منسلک کر دیا ہے۔

مولانا امین احسن اصلاحی نے تدبر قرآن از کے نام سے پہلے قرآنی متن کا ترجمہ ،بعد میں الفاظ کا عربی لغت کی رو سے مفہوم بیان کیا ہے۔اپنی تفسیر میں عربی لغت سے باہر نہیں نکلتے۔ہر سورت کے مختلف موضوعات پر بحث کرتے ہیں اور سورتوں کے باہمی ربط کا خاص خیال رکھتے ہیں۔ہر آیت کا مفہوم واضح کرنے کے لیے اس مفہوم کی بیشتر آیات کو جمع کرتے ہیں پھر تمام آیات کی روشنی میں زیر بحث آیت کا مفہوم واضح کرتے ہیں۔

آیئے اب مولانا ابوالاعلی مودودی اور پیر کرم شاہ الازہری دونوں مترجم حضرات کے تراجم کا جائزہ لیتے ہیں :

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی(1903ء-1979ء)

مولانا ابوالاعلی مودودی کے آباؤاجداد اورنگ آباد میں ایک مشہور بزرگ خواجہ قطب الدین مودود چشتی گذرے تھے جو خواجہ معین الدین چشتی اجمیری کے شیخ الشیوخ تھے۔ سید مودودی کا خاندان انہی کے نام سے منسوب ہو کر ہی مودودی کہلاتا ہے۔ مولانا مودودی ابتدائی دور کے گیارہ برس اپنے والد کی نگرانی میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ مدرسہ فرقانیہ اورنگ آباد میں داخلہ لیا۔ شروع ہی سے زبان کی درستی کی جانب توجہ تھی۔ مطالعہ کا گہرا شغف حاصل ہو گیا۔ دارالعلوم فتح پور دہلی اور مدرسہ عالیہ عربیہ دہلی سے علم حدیث، فقہ اور ادب میں اسناد حاصل کیں۔ ’’سفر ارض القرآن‘‘ کے عنوان سے حجاز، فلسطین، مصر، شام اور اردن کا سفر کیا۔ سعودی حکومت کی جانب سے شاہ فیصل ایوارڈ ملا۔ قرآن، حدیث، سیرت، فقہ، تاریخ، فلسفہ، تہذیب، تمدن، سیاست، معیشت، تعلیم، مغربی فکر سمیت اُردو زبان میں تنوع اور کثیر الجہتی میں منفرد ہیں۔ "تفہیم القرآن "ترجمہ و تفسیر وقیع تصنیف ہے۔

پیر محمد کرم شاہ الازہری: (1918ء-1998ء)

جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری ایک متصوّف اور عالی مقام شیخ طریقت ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مایہ ناز مفسر، سیرت نگار، ماہر تعلیم، صحافی اور صاحب طرز ادیب بھی تھے۔ آپ بھیرہ، ضلع سرگودھا میں قریشی خاندان کے مذہبی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ والد پیر محمد شاہ ہاشمی دین دار بزرگ تھے، ۱۹۴۱ء میں اورینٹل کالج لاہور میں داخلہ لیا اور کامیاب ہوئے، مراد آباد سے دورہ حدیث کی تکمیل کی۔ دارلعلوم محمدیہ غوثیہ بھیرہ سے وابستگی اختیار کر لی. انیس سال کے طویل عرصے میں مشہور تصنیف’’ ضیا القرآن‘‘ قرآن کا ترجمہ اور تفسیر مکمل ہوئی، تفسیر کے علاوہ ضیاالنبی سیرت النبی بہت وقیع تصانیف ہیں۔ دیگر علمی کاوشوں میں ترجمہ قرآن، جمال قرآن شامل ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی جانب سے انھیں صدارتی ایوارڈ بھی دیا گیا۔ آپ کی دینی، علمی اور ملی خدمات کا دائرہ عالمی سطح پر جاری رہا۔ پیر محمد کرم شاہ الازہری نے ترجمہ قرآن "جمال القرآن" کے عنوان سے کیا ہے۔ اس ترجمے میں پہلے خانے بنا کر لفظی ترجمہ دیا گیا ہے اور اس کے نیچے ترجے کی مسلسل عبارت ہے

مولانا مودودی اور پیر کرم شاہ کے تراجم کا لسانی جائزہ

تراجم کے ضمن میں سورہ الفرقان کا انتخاب پہلے ترجمے کے طور پر کیا ہے جو قرآن مجید کے انیسویں پارے میں ہے اس ترجمے کے انتخاب کی خاص وجہ اس سورت کے زمانۂ نزول، انداز بیان اور مضامین پر غور کرنے سے معلوم ہوتی ہے۔ اس کا زمانہ نزول زمانہ قیام مکہ کا دور متوسط ہے۔ یہ آیات قرآنی بھی لسانی خوبیوں سے بھرپور ہیں دونوں مترجمین نے اپنے تراجم میں اس کا حق ادا کیا ہے۔ طوالت کے کے باعث متن اور ترجمے کے بجائے محض آیات کی نشاندہی کی گئی ہے۔

مذکورہ سورۃالفرقان کے ترجمہ میں سادہ زبان کے ساتھ روزمرہ کی پابندی بھی دکھائی دیتی ہے عربی زبان میں کسی بھی اسم کو خاص اسم بنانے کے لیے "ال" کا اضافہ کیا جاتا ہے اس کا ترجمہ انھوں نے الفرقان ہی برقرار رکھا ہے۔ الفرقان خاص فرق کرنے والی کتاب۔ اس سے نہ صرف معانی سے آگاہی ہو رہی ہے بلکہ زبان کے مزاج کو مد نظر رکھتے ہوئے جمیل جالبی کی بات بھی سچ ثابت ہو رہی ہے، جمیل جالبی نے لکھا ہے:

> "ایسا ترجمہ جس میں مترجم نے مصنف کی اصل روح کو پا کر اپنی زبان کے مزاج میں نگینے کی طرح بٹھا دیا ہو ایک ایسا ہی گوہر نایاب ہے جیسے ادب کا شہ پارہ جو کبھی کبھار وجود میں آکر کسی تہذیب کی

ساری روح کا مظہر بن جاتا ہے"۔[8]

پیر کرم شاہ ترجمے کی باریکیوں پر گہری نظر رکھتے تھے جو ترجمے کے لیے جزو لاینفک کی حیثیت رکھتی ہیں یہی وجہ ہے کہ ترجمے میں قادر الکلامی، الفاظ کی دروبست کے درپردہ زبان سے واقفیت اور علمیت کی واضح جھلک نظر آرہی ہے۔ ترجمہ کے ضمن میں ہی پیر کرم شاہ اپنی رائے یوں دیتے ہیں:

> "اس کتاب مقدس کو صحیح طور پر سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ عربی زبان سے ربط پیدا کریں اس کے قواعد و ضوابط سے اچھی طرح واقفیت بہم پہنچائی اس کے ادب اور اسلوب انشا کی خصوصیات کو سمجھیں تاکہ کلمات کے آبگینوں میں حقیقت کی جو شراب طہور جھلک رہی ہے اس سے لطف اندوز ہو سکیں۔"[9]

پیر کرم شاہ نے الفاظ کے تراجم میں بھی احتیاط برتی ہے یعنی معنی کی تفہیم کے لیے عام فہم عربی الفاظ کا ترجمہ عربی میں ہی کیا ہے، لیکن قابل ذکر پہلو یہ ہے کہ ترجمے کے مجموعی تاثر کو برقرار رکھنے کے ساتھ ساتھ خیال کی شدت کو بھی ملحوظ خاطر رکھا ہے۔ عربی الفاظ کا ترجمہ رب، کثیراً، نفعاً، رحیماً جیسے الفاظ کا ترجمہ بالترتیب رب، کثیر، نفع اور رحیم ہی کیا ہے۔

> اور بنا رکھے ہیں انھوں نے خدائے برحق کو چھوڑ کر ایسے خدا جو پیدا نہیں کر سکتے کسی چیز کو (سورت الفرقان آیت نمبر ۳)

زبان کی انفرادیت مزاج اور صوتی آہنگ، گردانوں میں لفظ کی ساخت کو مد نظر رکھنا بھی بنیادی نکتہ ہے ان آیات میں بھی عربی کا ترجمہ کرتے ہوئے فارسی الفاظ کا استعمال زیادہ نظر آرہا ہے، آیات دیکھیے:

- اور کہنے لگے کفار کے نہیں یہ (قرآن) مگر محض بہتان جو گھڑ لیا ہے اس نے (آیت نمبر ۴)
- نہیں اسکا کوئی شریک سلطنت میں اور اس نے پیدا فرمایا ہے ہر چیز کو پھر وہ متمکن ہوا عرش پر (آیت ۵۹)
- جن کو بدلے میں ملے گا (جنت کا) بالاخانہ ان کے صبر کرنے کے باعث (آیت نمبر ۷۵)

پیر کرم شاہ اگرچہ پنجابی زبان کے پس منظر کے حامل ہیں لیکن ان کے ہاں محاورات اور روز مرہ کا بھی عمدگی سے استعمال ملتا ہے۔ ڈاکٹر حمید ہاشمی لکھتے ہیں:

> "پنجابی اور اردو بنیادی طور پر ایک ہی کنبے سے تعلق رکھتی ہیں اس لیے ان کے لسانی سانچے بھی تقریباً ایک سے ہیں پنجابی اور اردو کی صرف میں بہت مماثلتیں پائی جاتی ہیں اور ذخیرہ الفاظ بھی بہت حد تک مشترک ہیں۔"[10]

محاورات کو حسن کلام کا زیور سمجھا جاتا ہے ان آیات کے تراجم میں استعمال ہونے والے چند محاورات ملاحظہ ہوں، ڈٹ کر مقابلہ کرنا، سفید جھوٹ، سرکشی کرنا، جوش مارنا، مذاق اُڑانا، گلے کا ہار بنانا، وغیرہ وغیرہ، مزید برآں انھوں نے تکرار لفظی کا بھی خوبصورت استعمال کیا ہے جس سے نہ صرف کلام میں زور پیدا ہو رہا ہے بلکہ تحریر بھی بااثر ہو رہی ہے۔

- ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے (آیت نمبر ۷۶)
- زمین پر آہستہ آہستہ چلتے ہیں (آیت نمبر ۶۱)

- سایہ کو اپنی طرف آہستہ آہستہ آتا دیکھتے ہیں (آیت ۴۵)
- ٹہر ٹہر کر پڑھا کریں (آیت نمبر ۳۲)

دراصل کلام میں تکرار کا موجود ہونا اس بات کا مظہر ہوتا ہے کہ کام اپنی ایک خاص ترتیب اور طوالت کے ساتھ وقوع پذیر ہو رہا ہے ،اس کے سبب نہ صرف یہ کہ الفاظ کی تاثیر میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ جملے میں حسن بھی پیدا ہوتا ہے، علی رفاد فتیحی اپنی کتاب اردو اور لسانیات میں لفظی تکرار کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"کسی لفظ کو مکرر لا کر ایک نئے لفظ یا ترکیب کو وضع کرنا لفظی تکرار کہلاتا ہے۔ لفظی تکرار کے ذریعے وضع شدہ لفظ بعض اوقات اصل لفظ سے معنی میں بالکل ہی الگ ہوتے ہیں اور بعض اوقات اس عمل کے نتیجے میں ان کی ترسیلی قوت میں اضافہ ہوتا ہے ---یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ علم لسانیات میں تکرار لفظی کو مرکب کا درجہ نہیں دیا جاتا"۔[11]

اس طرح کی اور بھی امثال ہمیں مل جاتی ہیں۔

پیر کرم شاہ پنجاب کے رہنے والے تھے، اس لیے ان کے ہاں علاقائی زبان پنجابی زبان کی جھلک بھی نظر آتی ہے ایک مثال ملاحظہ ہو "الانعام" کے معنی پیر کرم صاحب نے اردو میں "ڈنگر" کیا ہے جو خالصاًعلاقائی رنگ لیے ہوئے ہے۔

مرکب عطفی کو علی رفاد یوں بیان کرتے ہیں:

"مرکب عطفی ایسے دو الفاظ کی یکجائی سے وضع کیے جاتے ہیں جن کے وسط میں ایک "و" موجود ہوتا ہے ۔جیسے نرم و نازک،آہ و زاری، تیر و نشتر، مرد و زن،گفت و شنید،دیدہ ودل،روز وشب وغیرہ۔ان تراکیب لفظی سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ ان میں سے ایک "ہم معنی" الفاظ کی ترتیب سے وضع کی گئی ہیں تو کچھ "متضاد" الفاظ کی یکجائی سے سے وضع ہوئی ہیں"۔[12]

مرکب اضافی کو علی رفاد یوں بیان کرتے ہیں:

"مرکب اضافی ایسے آزاد الفاظ جو علامت اضافت کے ذریعے یکجا کیے جاتے ہیں۔ مرکب اضافی کہلاتے ہیں۔مثال کے طور پر دیرینہ، رسم وفا، تعمیر نو،اظہار غم،ایصالِ ثواب وغیرہ حروف عطف، کے حوالے سے سبھی جانتے ہیں کہ یہ وہ حروف ہوتے ہیں جو دو اسموں یا دو جملوں کو آپس میں ملانے کے لیے استعمال ہوتے ہیں"۔[13]

پیر کرم شاہ کے ہاں حروف عطف کا استعمال بھی قواعد کے عین مطابق ہے۔

مثالیں ملاحظہ ہوں: نیست و نابود، گرد و غبار، غور و فکر، بے یار و مددگار، آرام وآسایش، صبح وشام، آسمانوں اور زمین

واحد کو جمع بنانے کے سلسلے میں اردو کے قاعدے کو ہی مد نظر رکھا ہے ۔ظالم کو ظالموں، آسمان کو آسمانوں، بازار کو بازاروں محل کو محلات، خدا کو خداوندوں، معبود کو معبودوں، راز کو رازوں کے طور پر استعمال کیا ہے۔ دیکھا جائے تو مودودی صاحب نے اس ترجمے میں جو نحوی ترتیب اپنے پیش نظر رکھی ہے وہ معیاری اردو کی نحوی ترتیب تھی جب کے پیر کرم شاہ کا ترجمہ بجائے بامحاورہ ترجمہ کے بیش از بیش لفظی ترجمے کے قریب تر ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ہی آیات کے ترجمے میں پیر کرم شاہ

کے ہاں جو سلاست موجود ہے وہ یقینی طور پر اپنی پوری کیفیت کا اس طرح سے ابلاغ کرتی نظر آرہی ہے جو منشائے خداوندی ہے ان دونوں کے تراجم کسی عربیت یا فارسیت کے زیر اثر دکھائی نہیں دیتے بلکہ ان کا اسلوب قرآن پاک کے بیانیہ اور طرز اظہار کی پیروی کرتا نظر آتا ہے۔

ترجمہ کو دیکھتے ہوئے پیر کرم شاہ کا اختصاص یہ نظر آتا ہے کہ انھوں نے اپنی روش یعنی قرآن کے نحوی ترکیب کے مطابق ترجمہ کرنے کی سعی کی ہے اور اسی کو ترجیح دیتے بھی نظر آتے ہیں۔ اردو زبان کے حوالے سے جو صاف ستھری اور سیدھی اردو لکھنے کے مترادف ہے۔

زبان کی خوبی اس کی سلاست، عام فہمی، نرمی اور موزونی چھوٹے چھوٹے الفاظ اور بڑے بڑے مطالب پر ہی موقوف ہے، اس سلسلے میں میں محاورات، سماج کے تجربات، تاثرات اور تصورات کی بھرپور عکاسی کرتے ہیں۔ ادائے مطلب کے لیے عام بول چال میں روزمرہ اور محاورہ کا استعمال عام ملتا ہے۔ جس سے زبان کی پہلو داریاں بھی سامنے آتی ہیں جو لسانی، ادبی، تاریخی اور معاشرتی نوعیت کی ہوتی ہیں۔ دست و پا، غارت کرنا، عقیدت پر جم جانا، راہ راست پر لانا، ذمہ لینا، نشانہ تضحیک بنانا، گھڑ لینا، جلوہ فرما ہونا، سبق لینا، ذہن نشین کرنا، شامت کو ٹال سکنا، عذاب کا مزہ چکھانا۔ اور اس کی طرح کے محاورات کثرت سے ترجمے میں نظر آتے ہیں۔ صرف یہی نہیں مرکبات و محاورات مستعمل قدیم بھی ملتے ہیں جیسے عقیدت پر جم جانا، شامت کو ٹال سکنا جان کا لاگو ہونا وغیرہ۔ اور اور اہم پہلو الفاظ کی تکرار ہے جس کے سبب ترجمے کا کا صحیح تاثر ابھر کر سامنے آتا ہے۔ مثالیں دیکھیں، بڑے بڑے محل، ہمیشہ ہمیشہ، الگ الگ اجزا، مثالیں دے دے کر، کسی کسی، پرے کے پرے، رفتہ رفتہ، رحمتکے آگے آگے، بار بار ان کے سامنے لاتے ہیں، ایک ایک بستی میں ایک ایک نذیر اُٹھا کھڑا کرتے۔ بیان اضداد: نفع یا نقصان تقدیم تاخیر الفاظ: بڑا گھمنڈ لے بیٹھے اپنے نفس میں اور حد سے گزر گئے یہ اپنی سرکشی میں۔ کہیں کو کا استعمال اس طرح بھی نظر آتا ہے: اُس دن اچھی جگہ ٹھہریں گے اور دوپہر گزارنے کو عمدہ مقام پائیں گے۔ (آیت ۳۸) اے محمد، تم کو تو ہم نے بس ایک مبشّر اور نذیر بنا کر بھیجا، پر کا استعمال ملاحظہ ہو: میں اس کام پر تم سے کوئی اُجرت نہیں مانگتا۔ ہم جانتے ہیں کہ سابقے اور لاحقے کسی بھی زبان میں الفاظ کی ترکیب و تشکیل، بناوٹ، نحوی ترتیب اور معنوی تغیر و تبدل کے حوالہ سے بڑی خاص اہمیت کے حامل ہوتے ہیں۔ ان کے بغیر زبان دو قدم چلنے سے بھی قاصر و عاجز رہتی ہے۔ اردو نے دیسی و بدیسی سابقے اور لاحقے نہایت فراخدلی سے اپنے ذخیرے میں داخل کئے ہیں، صاحب ترجمہ بھی ان کی اہمیت وافادیت سے آگاہ ہیںٔ اس لیے ان کے ہاں بھی ضرورت کے مطابق سوابق ولواحق کا استعمال ملتا ہے: مددگار، شامت زدہ، ذہن نشین، تجویز کردہ، سحر زدہ، بدترین، واجب الادا، نشانِ عبرت، دردناک، گمراہ، ناشکری،

حرف عطف: لذیذ و شیریں، تلخ و شور، دست و پابستہ، آسمانو زمین، رات اور دن، غفور ورحیم، آداب و تسلیمات

منفی مرکبات: ناحق، ناشکری،

عربی الفاظ کا استعمال: اِلّا یہ کہ کوئی) ان گناہوں کے بعد (توبہ کر چکا ہو،

عَمَلًا صَالِحًا عملِ صالح، بُخل

بعض عربی الفاظ و فقرات کے مخصوص اردو مترادفات: قَمَرًا مُّنِيرًا: چمکتا چاند،

سید مودودی کا بیان ہے:

"کلام الٰہی کے الفاظ میں اس قدر وسیع معانی پوشیدہ ہیں جن پر کوئی انسانی کلام حاوی نہیں ہو سکتا۔ انسان خواہ کتنے ہی علم و فضل اور بصیرت کے ساتھ اس کا ترجمہ کرے، وہ ایسے الفاظ بہم نہیں پہنچا سکتا جو الفاظ قرآن کے تمام مفہومات کو ادا کرنے والے ہوں"۔[14]

ہر عہد میں مختلف تراجم کے منظر عام پر آنے کی بنیادی وجہ فکری میلانات اور لسانی تبدیلیاں ہیں، انہی کے سبب ہر شخص جو ان میلانات سے لگا کھاتا ہو اور لسانی تبدیلیوں کے ارتقا سے بھی کماحقہ واقف ہو قرآن کے ترجمے کی سعادت حاصل کر سکتا ہے۔ مودودی صاحب نے ۱۹۴۲ء میں اپنی زیر ادارت چھپنے والے رسالے ترجمان القرآن میں شائع کیا۔ یہی ترجمہ و تفسیر بعد ازاں تفہیم القرآن کے نام سے چھے مختلف جلدوں میں شائع ہوا البتہ ترجمہ قرآن کو ترجمہ قرآن مجید مع مختصر حواشی کے نام سے نظر ثانی و ترمیم کے بعد جولائی ۱۹۷۶ء میں الگ سے شائع کیا گیا۔ مولانا مودودی نے اپنے ترجمے میں لفظ بہ لفظ ترجمے کے بجائے آزاد ترجمانی کا طریقہ اختیار کیا جس میں یہ مشکل در پیش تھی کہ تحت اللفظ کے ساتھ محاورے کا دامن بھی ہاتھ سے نہ چھوٹے مودودی صاحب نے سورہ الفرقان کے ترجمے میں عمومی طور پر جو تراکیب اور محاورات استعمال کیے ہیں ان میں من گھڑت، دست پا بستہ، واجب الادا، شامت زدہ، نشانہ، دھمکاتا، سحر زدہ، تضحیک، پرے کے پرے، برگشتہ کر دینا، تکذیب کرنا، جان کا لاگو، جلوہ فرما ہونا، عقیدت پر جم جانا غارت کرنا شامل ہیں۔ نہ صرف یہ کہ لفظوں کی شان شوکت موجود ہے بلکہ اس ترجمے میں سادگی کا عنصر بھی پوری آب و تاب کے ساتھ نظر آتا ہے۔ سید مودودی کے ترجمے میں تسلسل، بہاؤ، روانی اور ربط ہے۔

حروف عطف میں بھی گرامر کے اصولوں کو مد نظر رکھنے کے ساتھ ساتھ تقریری اسلوب کو بھی اپنایا ہے جس سے نہ صرف ابلاغ بہتر ہوا بلکہ لسان میں بھی ان کی انفرادیت نکھر کر سامنے آئی۔ دست و پا، لذیز و شیریں، واجب الادا، رفتہ رفتہ اردو زبان سے اس قدر گہرا تعلق مرکبات، محاورات، مستعملہ قدیم کی جھلک نظر آتی ہے۔ جان کا لاگو، شامت کو ٹال سکنا، عقیدت پر جم جانا، گھمنڈ سے بیٹھنا۔ افضال حسین نقوی لکھتے ہیں:

"سید مودودی سے قبل تراجم قرآن میں زبان کی اجنبیت کا احساس ہوتا ہے، تاثیر، فصاحت، بلاغت اور روح قرآن کی کمی بھی محسوس ہوتی ہے۔ قرآن کریم کو اس کے حسن و انشا، لسانی و ادبی بانکپن، لفظی طمطراق اور اس کی تاثیر کے ساتھ اگر کسی عالم نے سمجھنے اور سمجھانے کی کوشش کی ہے تو وہ سید مودودی ہیں"۔[15]

ترجمہ پڑھتے ہوئے قاری کی توجہ ایک بار بھی نہیں ہٹتی۔ سید مودودی نے قرآن کے استفہامیہ لہجے کو ترجمے میں منتقل کرتے ہوئے ایجاز و اختصار سے کام لے کر قرآن کے مفہوم کو ترجمے میں ڈھال دیا ہے۔ بلاغت کا یہ عالم ہے کہ چھوٹے چھوٹے جملے زبان پر رواں ہو جاتے ہیں، ترجمہ با محاورہ، سلیس رواں اور سبک ہے۔ ایک اچھا ترجمہ ابلاغ کی تمام تر خوبی سے بھرپور ہوتا ہے۔ جس سے قرآن کی معنویت پوری طرح قاری پر آشکار ہو جاتی ہے۔ قوسین کے حوالے سے یہ بات قابل ذکر ہے کہ جہاں قوسین کا استعمال قاری کے لیے سہولت کا باعث بنتا ہے وہیں اس کی توجہ منتشر کرنے کا باعث بھی بنتا ہے۔ اُبھَج یہ ہے کہ بات نہ صرف قوسین کے بغیر سمجھ آتی ہے بلکہ ترجمے میں کسی لفظ کا اضافہ کیے بغیر، کسی حواشی سے مدد لیے بنا معانی کی تفہیم ہو جاتی ہے۔ ترجمہ میں بیسیوں مقامات پر زبان کی روانی، صوتی بہاؤ، سلاست، اور ادبیت کا دل نشین انداز نظر آتا ہے۔ سید مودودی سے ماقبل

تراجم قرآن میں جہاں زبان کی اجنبیت کا احساس ہوتا ہے، وہاں تاثیر، فصاحت، بلاغت اور روح قرآن کی کمی کا احساس ہوتا ہے۔ حقیقت میں قرآن کریم کو اس کے حسن وانشا، لسانی وادبی بانکپن، لفظی حسن اور اس تاثیر کے ساتھ سمجھنے کی عمدہ کوشش اپنی نئی جہت کے ساتھ سید مودودی کے ہاں دکھائی دیتی ہے۔

عربی اور اردو متعدد پہلوؤں سے مختلف ہیں ان کی لسانی ترکیب، لوچ، رچاؤ اور تہذیبی پس منظر انھیں ایک دوسرے سے منفرد کرتی ہیں، اس لیے عربی تراکیب کو اردو میں ترجمے کے ذریعے منتقل کرنا مشکل امر ہے، لیکن قرآن کے لہجے اور مفہوم کی مکمل منتقلی اس کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ سید مودودی نے قرآن کے لہجے اور تاثیر کو اردو میں منتقل کرنے کے لیے بہترین تراکیب اور موثر ترین الفاظ کا چناؤ کیا ہے جس سے بہت ساری نئی تراکیب وضع ہو گئی ہیں۔ چند تراکیب دیکھیے: فرستدگان الٰہی، گردش ایام، دیدہ بینا، گرم چراغ، دلیل روشن، پردہ شب، تیز گامی، لب گور، شعلہ زن، عقل سلیم، ملک یمین، اعیان سلطنت، کلمہ خبیثہ، کٹے کافر، کج بحثی، نیش زنی، پراگندہ خواب، پیروان ابلیس، فجر مشہود، خواہش نفس، تھڑدلا۔ سید مودودی نے بعض عربی تراکیب کو ویسے ہی لکھ دیا ہے کیونکہ اگر ان کا ترجمہ کیا جاتا تو یقیناً وہ فصاحت اور بلاغت پیدا نہ ہوتی جو ان عربی تراکیب سے ہوئی ہے۔ جیسے: عادِ اولیٰ، عذاب الیم، عاد ارم، سواء السبیل، مہاجرین وانصار، شیطان رجیم، ملاءِ اعلیٰ، کتاب مبین، احسن الخالقین وغیرہ۔

اس ترجمے میں بہت سارے مرکب عطفی میں زور، روانی اور جدت پیدا کرتے نظر آتے ہیں: حکیم و علیم، حکیم و حمید، ذلیل و حقیر، بے کم وکاست، دست و پابستہ، فریاد و فغاں، ملجا و ماویٰ، نیک و بد، صبح و شام، اطلس و دیبا، گمراہی و بد عملی، روسیاہی و ذلت۔

سید مودودی کے ترجمے میں ایک ہی طرح کے املا والے الفاظ پر اعراب کا اہتمام بھی ملتا ہے۔ تشبیہ و استعارہ بھی رنگ جماتے ہیں۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو سید مودودی کا یہ ترجمہ نہ صرف ترجمہ کی ضروریات پوری کرتا ہے بلکہ ادبی معیارات پر بھی پورا اُترتا ہے۔ عطش درانی کے مطابق: "یہ ترجمہ قرآن با محاورہ ترجمے کی عمدہ مثال ہے"۔

سید مودودی کے ایک قریبی رفیق حکیم خواجہ اقبال ندوی لکھتے ہیں:

> "سید مودودی قرآن کے ایک لفظ کا مفہوم متعین کرنے کے لیے کبھی کبھی دس دس بارہ بارہ دن کلام عرب، لغت، تفاسیر اور احادیث کا مطالعہ کرتے رہتے"۔[16]

صیغہ مبالغہ: وہ اسم مشتق ہے جو فاعل میں مصدری معنی کی زیادتی پر دلالت کرے، کشاف تنقید اصطلاحات میں مولانا صہبائی لکھتے ہیں:

> "مبالغہ یہ ہے کہ کسی وصف کو شدت یا ضعف میں اس حد تک پہنچا دیں کہ اس کا پہنچنا بعید ہو یا محال ہو"۔[17]

عربی زبان میں کچھ اوزان معنی میں مبالغہ کے لیے وضع کیے گئے ہیں مثلاً عالم اور علیم قادر اور قدیر ان الفاظ کے معانی میں فرق ہے مگر اکثر تراجم میں علیم کا معنی جاننے والا یا واقف کیا گیا ہے جب کہ قدیر کا معانی قادر، یا قدرت رکھنے والا اس کے درست معنی کو دیکھیں تو علیم کا معنی خوب جاننے والا یا پوری طرح واقف اور قدیر کا معنی پوری طرح قادر یا خوب قدرت رکھنے والا

- عربی اپنی وسعت کے لحاظ سے سب سے اعلیٰ اور افضل ہے
- بطور اسم فاعل: آیتِ کریمہ 'غَافِرِ الذَّنْبِ' میں لفظِ غافر کا ترجمہ 'گناہ معاف کرنے والا' کیا ہے۔

- بحیثیت صفتِ مشبہ: آیتِ کریمہ ' إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ '
- یقیناً وہ معاف کرنے والا اور رحم فرمانے والا ہے البقرا ۱۹۹
- اللہ بہت در گزر کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے "المائدہ ۹۸

درج ذیل امثال و نظائر وہ ہیں جو زیر نظر لائے گئے ہیں تراجم سے بہم پہنچائی گئی ہیں، تاآنکہ مترجمین کے اسلوب کا فرق واضح ہو سکے۔اس ضمن میں عربی متن قرآن کے جن اسلوب کو مدّ نظر رکھا گیا، حرف تاکید کا استعمال ،ثلاثی مزید فیہ، حروف زائدہ و محذوفہ کا قرینہ، جمع و تثنیہ، حصری و حروفِ غیر زائدہ اور تنوین کے لسانی اسالیب کو امثلاً دیکھا گیا ہے:

أَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ'

کیا انھوں نے غور سے نہیں دیکھا آسمانوں اور زمین کی وسیع مملکت میں اور (اس میں) جو چیز پیدا فرمائی (پیر کرم شاہ)

کیا ان لوگوں نے آسمان و زمین کے انتظام پر کبھی غور نہیں کیا اور کسی چیز کو بھی جو خدا نے پیدا کی ہے (مولانا مودودی)

بطور مبالغہ: آیتِ کریمہ ' رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيزُ الْغَفَّارُ

مودودی: آسمانوں اور زمین کا مالک اور اُن ساری چیزوں کا مالک جو ان کے درمیان ہیں" (مولانا مودودی)

مالک ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے درمیان ہے عزت والا، بہت بخشنے والا (پیر کرم شاہ)"

اس کی مزید تفصیل سورۃ الفاتحہ کی آیتِ 'بسم اللہ الرحمٰن الرحیم' میں الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ'

اللہ کے نام سے جو رحمان و رحیم ہے (مولانا مودودی)

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم کرنے والا ہے (پیر کرم شاہ)

ب۔ الفاظِ تاکید کا معنی

عربی زبان میں تاکید کے لیے طریقے ہیں۔ان سب میں کسی حروف کا اضافہ کیا جاتا ہے یہ اضافہ عمومی طور پر الفاظ کے آغاز یا اختتام پر کیا جاتا ہے کہین کہین یہ اضافہ الفاظ کے درمیان بھی کیا جاتا ہے۔الفاظ کے شروع میں اِن، اُن، لام تاکید، حروف قسم وغیرہ ہوتے ہیں۔آخر میں نون تاکید یعنی نون ثقیلہ اور نون خفیفہ شامل ہیں۔ترجمے میں ان کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے بصورت دیگر معانی سے آگاہی نہیں ہو سکتی۔

مثلاً یوسفؑ کے قول" إِنَّا اذاً لَظٰلِمُونَ "تو ہم ظالم ہوں گے (مولانا مودودی) ورنہ ہم ظالم ہوں گے (پیر کرم شاہ)

نونِ تاکید ثقیلہ: آیتِ کریمہ ' لَأَكِيدَنَّ أَصْنَامَكُمْ ' کا ترجمہ 'میں ضرور تمہارے بتوں کی خبر لوں گا' (مولانا مودودی)

اور بخدا میں بندوبست کروں گا تمھارے بتوں کا (پیر کرم شاہ)

نونِ تاکید خفیفہ: آیتِ کریمہ ' لَنَسْفَعًا (اصل میں لَنَسْفَعَن ہے) کا ترجمہ "ہم اس کی پیشانی کے بال پکڑ کر اسے ساتھ کھینچیں گے' کیا ہے۔

ہم ضرور (اسے) گھسیٹیں گے اس کے پیشانی کے بالوں سے (پیر کرم شاہ)

لام تاکید: سورہ یٰس کی آیاتِ کریمہ ' إِنَّا إِلَيْكُمْ مُرْسَلُونَ 'اور' إِنَّا إِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُونَ' کے تراجم میں اس امر کو ملحوظ

رکھا گیا ہے۔ چنانچہ اول الذکر کا ترجمہ 'بے شک ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں'

جب (پہلے) ہم نے بھیجا ان کی طرف دو رسول تو انھوں نے ان کو جھٹلایا پس ہم نے تقویت دی (پیر کرم شاہ)

ہم نے ان کی طرف دو رسول بھیجے اور انھوں نے دونوں کو جھٹلا دیا پھر ہم نے تیسرا مدد کے لیے بھیجا (مولانا مودودی)

(تِلْكَ مِنْ اَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهَآ اِلَيْكَ مَا كُنْتَ تَعْلَمُهَآ اَنْتَ وَلَا قَوْمُكَ مِنْ قَبْلِ هٰذَا) [هود : ۴۹]

اے محمد یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تمہاری طرف وحی کر رہے ہیں اس سے پہلے نہ تم ان کو جانتے تھے اور نہ تمھاری قوم۔ (مولانا مودودی)

یہ قصہ غیب کی خبروں سے ہے جنھیں ہم وحی کر رہے ہیں (پیر کرم شاہ)

خاصیاتِ ابواب (ثلاثی مزید فیہ وغیرہ) کا لحاظ

عربی زبان میں الفاظ کی بناوٹ پر خاص دھیان دیا جاتا ہے الفاظ کی بناوٹ میں زیادتی الفاظ اس بات کی دلیل ہے کہ معانی بھی زیادہ ہوں گے

ہی کیا ہے آگ روشن کی "اس-تَوْقَدَ نَارًا کے معنی دونوں صاحبان نے

پاکیزہ کے معانی دونوں 'مُّطَهَّرَةٌ

'يُّقَتَّلُوْا' کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں

اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا قتل کیے جائیں (مولانا مودودی)۔ (چن چن) کر قتل کیا جائے (پیر کرم شاہ)

يُخٰدِعُوْنَ کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں دھوکہ بازی کر رہے ہیں (مولانا مودودی) فریب دیا چاہتے ہیں (پیر کرم شاہ)

مذکورہ بالا آیت کے حسب ذیل ترجمہ میں ثلاثی مافیہ کے لیے جو اسلوب چنا گیا ہے زور بیان کی خصوصیت کا حامل نظر آتا ہے۔

مثلاً الْمُمْتَرِيْنَ کے ذیل میں لکھتے ہیں؛ شک کرنے والوں (مولانا مودودی) شک کرنے والوں (پیر کرم شاہ)

" اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ :" يُّحَادِدِ " یہ " حَدٌّ " سے مشتق ہے جس کا معنی " جانب " ہے۔

کہ قتل کیے جائیں، یا سولی پر چڑھائے جائیں، یا اُن کے ہاتھ اور پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹ ڈالے جائیں،

کیا انہیں معلوم نہیں ہے کہ جو اللہ اور اس کے رسول کا مقابلہ کرتا ہے اس کے لیے دوزخ کی آگ ہے (مولانا مودودی)

کیا وہ نہیں جانتے کہ جو کوئی مخالفت کرتا ہے اللہ اور اس کے رسول کی تو اس کے لیے آتش جہنم ہے ہمیشہ رہے گا اس میں۔ (پیر کرم شاہ)

د۔ الفاظ کی ساخت میں حروفِ زائدہ و محذوفہ کی وضاحت

ترجمہ کے دوران میں یہ امر لائق توجہ ہے کہ قرآن مجید میں مذکور الفاظ کی ساخت کو مدِ نظر رکھا جائے۔ اگر کوئی لفظ اپنی اصل سے زائد حروف پر مشتمل ہے تو اس کے معنی میں اس کو شامل کرنا چاہیے۔ اور اگر کوئی حرف حذف ہو گیا ہے تو اس کا ترجمہ کرتے ہوئے اس کو واضح کیا جانا چاہیے۔

ا۔ لفظ کی زیادتی: ' اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ'

کیا انھوں نے غور سے نہیں دیکھا آسمانوں اور زمین کی وسیع مملکت میں۔ (پیر کرم شاہ)

کیا ان لوگوں نے آسمان و زمین کے انتظام پر کبھی غور نہیں کیا اور کسی چیز کو بھی جو خدا نے پیدا کی ہے آنکھیں کھول کر نہیں دیکھا؟ مولانا مودودی

دوسری مثال: ' وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا' میں لفظ ' اَثَامًا' ہے۔ جس کا ترجمہ 'سخت گناہ' کیا ہے۔

اور جو یہ کام کرے گا پائے گا سزا۔ (پیر کرم شاہ)

یہ کام جو کوئی کرے وہ اپنے گناہ کا بدلہ پائے گا (مولانا مودودی)

محولہ ترجمے میں فاضل مترجم کا اسلوب واضح طور پر سلاست بیان اور جزئیات نگاری کی خصوصیت سے مملو ہے

۲۔ لفظ کا حذف ' وَاِلَيْهِ مَاٰبِ' کا ترجمہ 'اور اس کی طرف ہی میرا لوٹنا ہے' کیا ہے

ھ۔ مصدری معنیٰ کی وضاحت

تراجم میں عمومی طور پر مختلف نوعیت کے اختلاف سامنے آتے ہیں ان میں سے کچھ مصادر کے معانی ہیں ایک لفظ کو بعض مترجم مصدر اور بعض اسم ظرف سمجھ لیتے ہیں۔ بالکل اسی طرح بعض اوقات مصدر اسم فاعل کے معنی کو متضمن ہوتا ہے یا پھر صفت مشبہ یا مبالغہ کے طور پر۔ انہی وجوہات کی بنا پر ہمیں ترجمے میں معنی کے اعتبار سے فرق نظر آتا ہے

ا۔ سورہ الفاتحہ میں آیتِ کریمہ " رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ"

مرتبہ کمال تک پہنچانے والا (پیر کرم شاہ)

جو تمام کائنات کا رب ہے (مولانا مودودی)

۲۔ آیتِ کریمہ ' يَسئَلُونكَ عَنِ الْمَحِيْضِ" میں لفظِ المحیض کی بابت لکھتے ہیں

پوچھتے ہیں حیض کا کیا حکم ہے، کہو وہ ایک گندگی کی حالت ہے اس میں عورتوں سے الگ رہو اور ان کے قریب نہ جاو (مولانا مودودی)

اور وہ پوچھتے ہیں آپ سے حیض کے متعلق فرمایئے وہ تکلیف دہ ہے پس الگ رہا، عورتوں سے حیض کی حالت میں۔ اور نہ نزدیک جایا کرو یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں (پیر کرم شاہ)

۳۔ آیتِ کریمہ ' قال معاذ اللہ' میں لفظ معاذ کو مصدرِ میمی ہے: " أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مَعَاذًا مِمَّا تُرِيْدِيْنَ "

اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ وہ مجھے اپنی پناہ میں لے کر اس سے بچالے (مولانا مودودی)

یوسف (پاک باز) نے فرمایا خدا کی پناہ (یوں نہیں ہو سکتا) (پیر کرم شاہ)

و۔ صیغوں کے ابواب اور ان اثرات کی تفصیل

ترجمہ قرآن اس امر کا متقاضی ہے کہ مختلف الفاظ اور صیغوں کے ابواب اور ان کی بناوٹ میں جو اصول کارفرما ہوتے ہیں ان کو ملحوظِ خاطر رکھا جائے اور مترجم ان پر عمل پیرا ہو کر ترجمے کی ذمہ داری سے کما حقہ ہو عہدہ براہ ہو۔

ا۔ آیتِ کریمہ ' فَاِذَا تَطَهَّرنَ '

۲۔اسی طرح آیتِ کریمہ ' لَا تُضَارَّ '

۳۔آیتِ کریمہ 'وَجَاءَ الْمُعَذِّرُوْنَ' اس کی وجہ بایں الفاظ لکھتے ہیں

(يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْكُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَيْهِمْ) [التوبة : ۹۴]

تم جب پلٹ کر ان کے پاس پہنچو گے تو یہ طرح طرح کے عذرات پیش کریں گے مگر تم صاف کہہ دینا کہ "بہانے نہ کرو، ہم تمہاری کسی بات کا اعتبار نہ کریں گے اللہ نے ہم کو تمہارے حالات بتا دیے ہیں (مولانا مودودی)

وہ بہانے پیش کریں گے تمہارے پاس جب تم لوٹ کر جاؤ گے ان کی طرف فرمائیے بہانے مت بناؤ ہم نہیں اعتبار کریں گے تم پر، آگاہ کر دیا ہے ہمیں اللہ تعالیٰ نے تمہاری خبروں پر (پیر کرم شاہ)

الفاظ کے صلات کا بیان

عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ افعال کا اگر صلہ (وہ حرف جس کے ساتھ فعل کے متعلقات جڑے ہوں اور وہ فعل ان متعلقات کے مطابق معنی دے) اگر وہ بدل دیا جائے تو معنی میں تبدیلی لازمی ہوتی ہے۔ دورانِ ترجمہ اگر اس امر کو ملحوظ خاطر نہ رکھا جائے تو ترجمہ کرتے ہوئے صلہ کی تبدیلی کا اثر بھرپور انداز میں ظاہر نہیں ہوتا۔

۱۔ 'ومن يرغب عن ملة ابراهيم "

اور کون روگردانی کر سکتا ہے دین ابراہیم (علیہ السلام) سے بجز اس کے جس نے احمق بنا دیا ہو اپنے آپ کو اور بیشک ہم نے چن لیا ابراہیم (علیہ السلام) کو دنیا میں اور بلاشبہ وہ قیامت کے دن نیکوکاروں میں ہوں گے (پیر کرم شاہ)

ترجمے کا یہ حصہ اس بات کی وضاحت بھی کر رہا ہے کہ مترجم کے ہاں فارسیت کا اثر زیادہ ہے اور یہ ان کے اسلوب کے اختصاصات میں سے ہے۔

اب کون ہے، جو ابراہیمؑ کے طریقے سے نفرت کرے؟ جس نے خود اپنے آپ کو حماقت و جہالت میں مبتلا کر لیا ہو، اس کے سوا کون یہ حرکت کر سکتا ہے؟ ابراہیمؑ تو وہ شخص ہے، جس کو ہم نے دنیا میں اپنے کام کے لیے چُن لیا تھا اور آخرت میں اس کا شمار صالحین میں ہو گا (مولانا مودودی)

۲۔'اسْتَوٰى ' کا ترجمہ

۳۔وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا'

نوحؑ نے کہا "سوار ہو جاؤ اس میں، اللہ ہی کے نام سے ہے اس کا چلنا بھی اور اس کا ٹھیرنا بھی، میرا رب بڑا غفور و رحیم ہے (مولانا مودودی)

اور نوح نے کہا سوار ہو جاؤ اس (کشتی) میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ ہی اس کا چلنا اور اس کا لنگر انداز ہونا ہے۔ بیشک میرا پروردگار غفور رحیم ہے۔ (پیر کرم شاہ) سورت النور

مولانا مودودی ان آیات کا ترجمہ اس طرح کرتے ہیں

فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

تو اللہ معاف کرنے والا اور رحیم ہے

کہ اللہ ضرور (اُن کے حق میں) غفور و رحیم ہے

اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ

کیاان لوگوں نے آسمان و زمین کے انتظام پر کبھی غور نہیں کیا(الاعراف) ۲۰۶

وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا

جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کو نہیں پکارتے، اللہ کی حرام کی ہوئی کسی جان کو ناحق ہلاک نہیں کرتے، اور نہ زنا کے مرتکب ہوتے ہیں یہ کام جو کوئی کرے وہ اپنے گناہ کا بدلہ پائے گا (مولانا مودودی)

اور جو نہیں پوجتے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی اور خدا کو اور نہیں قتل کرتے اس نفس کو جس کو قتل کرنا اللہ تعالیٰ حرام کر دیا ہے مگر حق کے ساتھ۔ اور نہ بدکاری کرتے ہیں۔ اور جو یہ کام کرے گا تو وہ پائے گا (اس کی) سزا (پیر کرم شاہ) الفرقان ۶۸

سورہ الفاتحہ میں آیتِ کریمہ "**رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ**"

تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام کائنات کا رب ہے

سب تعریفیں اللہ کے لیے جو مرتبہ کمال تک پہچانے والا ہے سارے جہانوں کا

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ

پوچھتے ہیں: حیض کا کیا حکم ہے؟ کہو: وہ ایک گندگی کی حالت ہے اس میں عورتوں سے الگ رہو اور ان کے قریب نہ جاو (مولانا مودودی)

اور وہ پوچھتے ہیں آپ سے حیض کے متعلق فرمایئے وہ تکلیف دہ ہے پس الگ رہا کرو عورتوں سے حیض کی حالت میں اور نہ نزدیک جایا کرو ان کے یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں (پیر کرم شاہ) سورۃ بقرہ ۲۲۲

لَا تُضَارَ

وَجَاءَ الْمُعَذِّرُوْنَ

بدوی عربوں میں سے بھی بہت سے لوگ آئے جنہوں نے عذر کیے تاکہ انہیں بھی پیچھے رہ جانے کی اجازت دی جائے اِس طرح بیٹھ رہے وہ لوگ جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول سے ایمان کا جھوٹا عہد کیا تھا ان بدویوں میں سے جن لوگوں نے کفر کا طریقہ اختیار کیا ہے عنقریب وہ دردناک سزا سے دوچار ہوں گے (مولانا مودودی)

اور آئے بہانہ بنانے والے بدو تاکہ اجازت مل جائے انھیں اور بیٹھ رہے وہ جنھوں نے جھوٹ بولا تھا اللہ اور اس کے رسول سے عنقریب پہنچے گا جنھوں نے کفر کیا ان میں سے عذاب دردناک۔ (پیر کرم شاہ) سورۃ توبہ (۱۲۹)

ومن يرغب عن ملة ابراهيم "البقره ۱۳۰

اب کون ہے، جو ابراہیمؑ کے طریقے سے نفرت کرے؟ جس نے خود اپنے آپ کو حماقت و جہالت میں مبتلا کر لیا ہو، اس کے سوا کون یہ حرکت کر سکتا ہے؟ ابراہیمؑ تو وہ شخص ہے، جس کو ہم نے دنیا میں اپنے کام کے لیے چُن لیا تھا اور آخرت میں اس کا شمار صالحین میں ہو گا (مولانا مودودی)

اور کون روگردانی کر سکتا ہے دین ابراہیم سے بجز اس کے جس نے احمق بنا دیا ہو اپنے آپ کو اور بے شک ہم نے چن لیا ابراہیم کو دنیا میں اور بلاشبہ وہ قیامت کے دن نیکوکاروں میں ہوں گے (پیر کرم شاہ)

وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْــرىٰهَا وَمُرْسٰىهَا

نوحؑ نے کہا '' سوار ہو جاؤ اِس میں، اللہ ہی کے نام سے ہے اس کا چلنا بھی اور اس کا ٹھیرنا بھی، میرا رب بڑا غفور و رحیم ہے (مولانا مودودی)

اور نوح نے کہا سوار ہو جاو اس (کشتی) میں اللہ تعالی کے نام کے ساتھ ہی اس کا چلنا اور اس کا لنگر انداز ہونا ہے بے شک میرا پروردگار غفور و رحیم ہے (پیر کرم شاہ)

و ابتغوا من فضل الله ' سورت جمعه آيت ١٠

اور اللہ کا فضل تلاش کرو (مولانا مودودی)

اور تلاش کرو اللہ کے فضل سے (پیر کرم شاہ)

كُلَّمَا أَرَادُوا أَنْ يَخْرُجُوا مِنْهَا مِنْ غَمٍ حج ٢٢

وَمَا هُم بِخٰرِجِيْنَ مِن النَارِ

جب کبھی وہ گھبرا کر جہنّم سے نکلنے کی کوشش کریں گے پھر اُسی میں دھکیل دیے جائیں گے کہ چکھو اب جلنے کی سزا کا مزا (مولانا مودودی)

جب بھی ارداہ کریں گے اس سے نکلنے کا فرط رنج والم کے باعث تو انھیں لوٹا دیا جائے گا اس میں اور (کہا جائے گا) چکھو جلتی ہوئی آگ کا عذاب (پیر کرم شاہ)

37- سورۃ المائدۃ

وما أنت بمُسمعٍ مَن في القبور

اور نہ زندے اور مردے مساوی ہیں اللہ جسے چاہتا ہے سنواتا ہے، مگر (اے نبیؐ) تم اُن لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں مدفون ہیں (مولانا مودودی)

اور آپ نہیں سنانے والے جو قبروں میں ہیں (پیر کرم شاہ)

' اَلَّا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِيْ سورت اسرا ٢

ہم نے اِس سے پہلے موسیٰؑ کو کتاب دی تھی اور اُسے بنی اسرائیل کے لیے ذریعہ ہدایت بنایا تھا، اِس تاکید کے ساتھ کہ میرے سوا کسی کو اپنا وکیل نہ بنانا (مولانا مودودی)

اور دی ہم نے موسی کو کتاب اور بنایا ہم نے اس کتاب کو باعث ہدایت بنی اسرائیل کے لیے (اس میں انھیں حکم دیا) نہ بنانا میرے بغیر کسی کو (اپنا) کارساز (پیر کرم شاہ)

ا۔ سورہ ھود کی آیتِ کریمہ ' **ولمّا جَاءَت رُسُلنا لوطاً**

اور جب ہمارے فرشتے لوطؑ کے پاس پہنچے تو اُن کی آمد سے وہ بہت گھبرایا اور دل تنگ ہوا اور کہنے لگا کہ آج بڑی مصیبت کا دن ہے (مولانا مودودی)

اور جب آئے ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے لوط کے پاس وہ دل گیر ہوئے ان کے آنے سے (پیر کرم شاہ)

سورہ یوسف کی آیتِ کریمہ ' **فلما ان جاء البشير**'

پھر جب خوش خبری لانے والا آیا تو اس نے یوسفؑ کا قمیص یعقوبؑ کے منہ پر ڈال دیا اور یکایک اس کی بینائی عود کر آئی تب اس نے کہا ''میں تم سے کہتا نہ تھا؟ میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے (مولانا مودودی)

پس جب آپہنچا خوش خبری سنانے والا (اور) اس نے ڈالا وہ میرا پیراہن آپ کے چہرے پر (پیر کرم شاہ)

أَثُمّ اذَا مَا وَقَعَ آمَنتُم بِهِ ٗیونس ۵۱

کیا جب وہ تم پر آپڑے اسی وقت تم اسے مانو گے؟ اب بچنا چاہتے ہو؟ حالانکہ تم خود ہی اس کے جلدی آنے کا تقاضا کر رہے تھے (مولانا مودودی)

کیا جب عذاب نازل ہو جائے گا تب ایمان لاو گے (پیر کرم شاہ)

سورہ یوسف میں ٗ یٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ

اے میرے قید خانے کے دونوں ساتھیو (مولانا مودودی)

اے قید خانہ کے میرے دو رفیقو (پیر کرم شاہ)

صیغہ جمع و تثنیہ

عام طور پر عربی زبان میں کوئی لفظ ظاہری طور پر واحد معلوم ہوتا ہے لیکن اس کا معنی جمع ہوتا ہے ایسے الفاظ اسم جمع کہلاتے ہیں۔ عربوں کے ہاں لفظ کی وضع ہی میں واحد لفظ کوئی کے طور پر، دو لفظ تثنیہ کے طور پر جبکہ جمع میں دو سے زائد کا معنی موجود ہوتا ہے

یٰصَاحِبَيِ السِّجْنِ

اے زنداں کے ساتھیو (مولانا مودودی)

اے قید خانے کے میرے دو رفیقو (پیر کرم شاہ)

حصری و تاکیدی الفاظ و حروفِ غیر زائدہ کا ترجمہ

وہ حروف جو کسی فعل کے ساتھ آکر ایک خاص قسم کا معانی پیدا کریں اس میں وہ الفاظ شامل ہیں جو بنیادی طور پر تاکید کے لیے ہوں۔ ترجمے کے حسن کو برقرار رکھنے کے لیے لازم ہے کہ اس قاعدے سے آگاہی ہو کہ اگر مذکورہ فعل (سابقہ) سے مصدر ذکر کیا جائے تو وہ مفعول مطلق ہوتا ہے اور تاکید کے معنی میں آتا ہے۔ اس کا لفظی ترجمہ اسمیں موجود تاکیدی معنی کو سامنے لانے سے قاصر ہوتا ہے۔ اسی ذیل میں الف لام (ال) حرف تعریف جو نکرہ پر داخل ہو کر اسے معرفہ بنا دیتا ہے۔ جو تعریف، تخصیص، استغراق، بیان جنس اور عہد کے معنی کو بھی بیان کرتا ہے

وکلّ شیئ فصّلناہ تفصیلاً

اسی طرح ہم نے ہر چیز کو الگ الگ ممیّز کر کے رکھا ہے (مولانا مودودی)

اور ہر چیز کو ہم نے بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا ہے (پیر کرم شاہ)

ٗفَعَصىٰ فِرعَون ُالرَّسُولٗ

پس فرعون نے اس رسول کی بات نہ مانی تو ہم نے اس کو بڑی سختی کے ساتھ پکڑ لیا (مولانا مودودی)

پس نافرمانی کی فرعون نے رسول کی تو ہم نے اس کو بڑی سختی سے پکڑ لیا (پیر کرم شاہ)

'الحمد لله رب العٰلمين'

تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام کائنات کا رب ہے (مولانا مودودی)

سب تعریفیں اللہ کے لیے جو مرتبہ کمال تک پہچانے والا ہے سارے جہانوں کا (پیر کرم شاہ)

واخاف ان یاکلہ الذئب مجھ کو اندیشہ ہے کہ کہیں اسے بھیڑیا نہ پھاڑ کھائے (مولانا مودودی) اور میں ڈرتا ہوں کہ کہیں کھانہ جائے اس کو بھیڑیا (پیر کرم شاہ)

وَاللّٰهُ رَءُوْفٌۢ بِالْعِبَادِ' اور وہ اپنے بندوں کا نہایت خیر خواہ ہے (مولانا مودودی)

اور اللہ تعالیٰ بہت مہربان ہے اپنے بندوں پر (پیر کرم شاہ)

وَاِنْ كَادُوْا لَيَسْتَفِزُّوْنَكَ مِنَ الْاَرْضِ۔۔اور یہ لوگ اس بات پر بھی تلے رہے ہیں کہ تمھارے قدم اس سر زمین سے اکھاڑ دیں اور تمھیں یہاں سے نکال باہر کریں (مولانا مودودی)

اور انھوں نے ارادہ کر لیا کہ پریشانیاں مضطرب کر دیں آپ کو اس علاقے سے تاکہ نکال دیں آپ کو یہاں سے (پیر کرم شاہ)

'وَاِلَيْهِ مَاٰبِ'۔۔۔اور اس کی طرف ہی میرا لوٹنا ہے

'وهو العزيز الغفور اور وہ زبردست بھی ہے اور درگزر فرمانے والا بھی (مولانا مودودی)

وہی دائمی عزت والا، بہت بخشنے والا ہے (پیر کرم شاہ)

ایّاک نعبد و ایّاک نستعین

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں (مولانا مودودی)

تیری ہی ہم عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں (پیر کرم شاہ)

کان و ماکان کا ترجمہ: یہ الفاظ قرآن مجید میں خاص سیاق کے ساتھ بیان ہوئے ہیں۔ عمومی طور پر اس کا ترجمہ "تھا یا ہے کے طور پر کیا جاتا ہے۔ درحقیقت سیاق کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ لفظ صرف یہیں نہیں بلکہ متعدد مقامات پر اپنی معنویت کے ساتھ سامنے آتے ہیں۔

کان بمعنی ماضی: **'وكان الله غفوراً رحيماً** 'کا ترجمہ 'اور اللہ ہمیشہ سے بے حد بخشنے والا، نہایت مہربان ہے' کیا ہے۔

کان بمعنی استمرار: **وَمِنْ قَبْلُ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ** 'کا ترجمہ 'وہ اس سے قبل بہت زیادہ برائیاں کیا کرتے تھے' کیا ہے۔

'کیف نکلّم من کان فی المھد صبیاً 'کا ترجمہ 'مریم نے بچے کی طرف اشارہ کر دیا لوگوں نے کہا ہم اس سے کیا بات کریں گہوارے میں پڑا ہوا ایک (کمسن) بچہ ہے (مولانا مودودی)

'اس پر مریم نے بچہ کی طرف اشارہ کیا لوگ کہنے لگے ہم کیسے بات کریں اس سے جو گہوارہ میں بچہ ہے (پیر کرم شاہ)

وما کان لمومن ولا مومنۃ' کسی مومن مرد اور کسی مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسولؐ کسی

معاملے کا فیصلہ کر دے تو پھر اسے اپنے اُس معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار حاصل رہے (مولانا مودودی)

نہ کسی مومن مرد کو یہ حق پہنچتا ہے اور نہ کسی مومن عورت کو کہ جب فیصلہ سنا دے اللہ تعالی اور اس کا رسول کسی معاملے کا تو نہیں کوئی اختیار اپنے اس معاملے میں اور جو نافرمانی کرتا ہے الل اور اس کے رسول کی تو وہ کھلی گمراہی میں مبتلا ہو گیا۔

' **وما كان عطاء ربک محظوراً** ' کا ترجمہ: ان کو بھی اور اُن کو بھی، دونوں فریقوں کو ہم (دنیا میں) سامان زیست دیے جارہے ہیں (مولانا مودودی)

ہر ایک کی ہم امداد کرتے ہیں ان کی بھی جو (طالب دنیا ہی) اور ان کی بھی (جو طالب آخرت ہیں) آپ کے رب کی بخششوں سے اور آپ کے رب کی بخشش کسی پر بند نہیں (پیر کرم شاہ)

تنوین کی اقسام:

تنوین دراصل ایک نون ساکن ہے جو بعض عربی کلمات (اسم) کے تلفظ میں آخر میں موجود ہوتا ہے لیکن لکھا نہیں جاتا۔ تنوین تحقیر تعظیم، تقلیل اور تنکیر کی مثالیں ملاحظہ ہوں

۱۔ تنوینِ تحقیر: آیتِ کریمہ ' **جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ** یہ تو جتھوں میں سے ایک چھوٹا سا جتھا ہے جو اِسی جگہ شکست کھانے والا ہے (مولانا مودودی)

(درحقیقت) کفار کے لشکروں میں سے یہ ایک چھوٹا سا لشکر ہے جسے وہاں (بدر میں) شکست دے دی جائے گی (پیر کرم شاہ)

۲۔ تنوینِ تعظیم: آیتِ کریمہ '**فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِه** لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا، تو آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ اور اسکے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلان جنگ ہے اب بھی توبہ کر لو'۔

اور اگر تم نے ایسا نہ کیا، تو اعلان جنگ سن لو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اور اگر تم توبہ کر لو تاکہ مل جائیں گے اصل مال

۳۔ تنوینِ تقلیل: آیتِ کریمہ ' **كَمَثَلِ صَفْوَانٍ عليه تراب** ' میں ' **تُرَابٌ** ' پر تنوین تقلیل کی ہے اس لیے ترجمہ 'تھوڑی سی مٹی جمی ہوئی' کیا ہے (تاکہ دیکھنے والا اسے قابل کاشت زمین خیال کرے)۔

اُس کے خرچ کی مثال ایسی ہے، جیسے ایک چٹان تھی، جس پر مٹی کی تہہ جمی ہوئی تھی (مولانا مودودی)

اس کی مثال ایسی ہے جیسی کوئی چکنی چٹان ہو جس پر مٹی پڑی ہو (پیر کرم شاہ)

۴۔ تنوینِ تنکیر: آیتِ کریمہ '**مَتَاعٌ**' میں لفظِ متاع کا ترجمہ 'کچھ (زندگی کا) سامان' کیا ہے کیونکہ تنوین تنکیر سے معلوم ہوا۔

صیغے کے مطابق ترجمہ: '**يَسْتَفْتِحُوْنَ** ' کا ترجمہ 'فتح و نصرت کی دعائیں مانگا کرتے تھے (مولانا مودودی) فتح مانگتے تھے (پیر کرم شاہ)

ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَيُّ الْحِزْبَيْنِ أحصٰى ' پھر ہم نے انہیں اٹھایا تاکہ دیکھیں اُن کے دو گروہوں میں سے کون اپنی مدت قیام کا ٹھیک شمار کرتا ہے (مولانا مودودی)

پھر ہم نے انھیں بیدار کر دیا تاکہ ہم دیکھیں کہ ان دو گرہوں مین سے کون صحیح شمار کر سکتا ہے اس مدت کا جو وہ (غار) میں ٹھہرے تھے (پیر کرم شاہ)

'وَ اَقِيْمُوْا وُجُوْهَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ' ہر عبادت میں اپنا رخ ٹھیک رکھو اور اُسی کو پکارو اپنے دین کو اس کے لیے خالص رکھ کر جس طرح اُس نے تمہیں اب پیدا کیا ہے

اور سیدھا کرو اپنے چہرے (قبلہ کی طرف) ہر نماز کے وقت

وَمِنْ ثَمَرٰتِ النَّخِيْلِ وَالْاَعْنَابِ

(اسی طرح) کھجور کے درختوں اور انگور کی بیلوں سے بھی ہم ایک چیز تمہیں پلاتے ہیں جسے تم نشہ آور بھی بنا لیتے ہو اور پاک رزق بھی یقیناً اس میں ایک نشانی ہے عقل سے کام لینے والوں کے لیے (مولانا مودودی)

اور (ہم پلاتے ہیں تمھیں) کھجور اور انگور کے پھلوں سے (پیر کرم شاہ)

' مرسلون' کا ترجمہ

'وليحكم اهل الانجيل بما انزل الله فيه--- ہمارا حکم تھا کہ اہل انجیل اس قانون کے مطابق فیصلہ کریں جو اللہ نے اس میں نازل کیا ہے اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی فاسق ہیں (مولانا مودودی)

اور ضرور فیصلہ کیا کریں انجیل والے اس کے مطابق جو نازل فرمایا اللہ تعالی نے اس میں اور جو فیصلہ نہ کریں اس کے مطابق جسے اللہ تعالی نے اتارا ہے تو وہی لوگ فاسق ہیں۔ (پیر کرم شاہ)

نتائج البحث

دونوں اصحاب کے تراجم کے چنیدہ اجزا کو دیکھنے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ہمارے بزرگ علماء نے اپنے اپنے زمانے میں اس دور کی زبان کے مطابق قرآن مجید کے مفاہیم کو اردو زبان میں منتقل کیا اور ان کی یہ مساعی بہت قابل قدر بلکہ لائق رشک ہے، لیکن زبان کا مزاج اور اسلوب وقت کے ساتھ ساتھ بدلتا رہتا ہے اس وجہ سے یہ احساس ہوتا ہے کہ اس دور کے اردو پڑھنے والوں کے مزاج اور ان کے اسلوب کے مطابق قرآن مجید کا ترجمہ کرنا چاہیے تاکہ پڑھنے والوں کے لیے وہ ترجمہ اجنبی اور نامانوس نہ ہو۔ قرآن فہمی کے بنیادی مقصد اور زبان کے فروغ کے ثانوی مقصد کو بھی پورا کر رہا ہے اس سے نہ صرف آگاہی اور شعور کو فروغ ملتا ہے بلکہ زبان بھی ارتقاء کے سفر پر گامزن ہو جاتی ہے۔ اردو زبان بھی ارتقا کے مراحل سے گزر رہی ہے دلیل یہ ہے کہ اس نے دیگر زبانوں کو اپنے دامن میں جگہ دے کر بھرپور استفادہ کیا ہے، تراجم کے ضمن میں یہ کاوشیں اسی سلسلے کا حصہ ہیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] سورۃ العلق: ۱(۹۶)

[2] محمد حسین آزاد، سخن دان فارس، قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان نئی دہلی، ۲۰۰۵ء، ص ۶

[3] پنڈت برج موہن دتا تیریہ کیفی، کیفیہ، معین الادب، لاہور، ۱۹۵۰ء ص ۶۰

[4] محی الدین قادری زور، ڈاکٹر، ہندوستانی لسانیات، نسیم بک ڈپو، لکھنو، ص ۳۳

[5] نصیر احمد خان، اردو لسانیات، اردو محل پبلیکشنز، نئی دہلی، ۱۹۹۰ء ص ۶

[6] جمیل نقوی، اردو تفاسیر کتابیات، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد، ۱۹۹۲ء ص ۱۷

[7] نصیر احمد خان، اردو لسانیات، اردو محل پبلیکشنز، نئی دہلی، ۱۹۹۰ء ص ۴۷

[8] جمیل جالبی، ڈاکٹر، تاریخ اردو ادب، جلد دوم، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۲۰۰۶ء ص ۱۰۵۵

[9] پیر کرم شاہ، ضیا القرآن، جلد اول، ضیا القرآن پبلیکیشنز، ۱۹۹۵ء ص ۱۱

[10] حامد حسن قادری، داستان تاریخ اردو، اردو اکیڈمی سندھ، ۱۹۸۸ء ص ۱۶۶

[11] علی رفاد فتیحی، اردو لسانیات، قومی کونسل، فروغ اردو، نئی دہلی ۲۰۱۲ء ص ۴۷

[12] ایضاً

[13] ایضاً

[14] پروفیسر خورشید احمد، (مرتبہ) ادبیات مودودی، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، ۱۹۸۵ء، ص ۳۷۵

[15] افضال حسین نقوی (مضمون مشمولہ)، جسارت، کراچی، سید مودودی نمبر، ص ۳۲۰

[16] رفیع الدین ہاشمی، ڈاکٹر: تصانیف مودودی ایک اشاعتی اور کتابیاتی مطالعہ، مشمولہ تذکرہ سید مودودی، سوم، ادارہ معارف اسلامی لاہور، ۱۹۹۸ء، ص ۶۲۹

[17] ابو الاعجاز حفیظ صدیقی، کشاف تنقیدی اصطلاحات، غالب اکیڈمی، دہلی، ۱۹۸۵ء، ص ۱۶۴،